۲۔ بلٹ ٹرین

مجتبیٰ حسین

پہلی بات : کسی سچائی کو ہم سپاٹ انداز میں پیش کرتے ہیں تو وہ غیر دلچسپ اور بے اثر ہوتی ہے لیکن اسی سچائی کو مزاحیہ انداز میں کہا جائے تو سننے والے کو وہ دلچسپ محسوس ہوتی ہے اور اس سے وہ لطف اُٹھاتا ہے۔ کبھی کسی سفر کے دوران ہم کو بعض اوقات ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ انھیں سوچ کر ہی ہمیں ہنسی آ جاتی ہے۔ ایسے حالات کو مزاحیہ انداز میں پیش کرنا ایک فن ہے۔ اُردو میں کئی مزاحیہ سفرنامے لکھے گئے ہیں۔ ان میں ابنِ انشا، مجتبیٰ حسین، شوکت تھانوی اور یوسف ناظم کے لکھے ہوئے مزاحیہ سفرنامے نہایت مقبول رہے ہیں۔ ان میں سفر کی روداد پرلطف انداز میں بیان کی گئی ہے۔ مجتبیٰ حسین نے اپنے جاپان کے سفر کے حالات جس سفرنامے میں قلم بند کیے ہیں، اس میں جاپان کی سائنسی ترقی کو بڑے مزاحیہ انداز میں پیش کیا ہے۔ درج ذیل سبق میں جاپان کی بلٹ ٹرین کی معلومات پُر لطف انداز میں پیش کی گئی ہے۔

جان پہچان : مجتبیٰ حسین ۱۹۳۶ء میں گلبرگہ میں پیدا ہوئے۔ موجودہ دور میں صفِ اوّل کے مزاح نگاروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز حیدرآباد سے شائع ہونے والے اخبار روزنامہ 'سیاست' میں مزاحیہ کالم نگاری سے کیا۔ انھوں نے مزاحیہ خاکے اور مزاحیہ سفرنامے لکھے ہیں۔ ان کے علاوہ ان کے مزاحیہ مضامین کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

جاپان کی ریل گاڑیاں دنیا کی ترقی یافتہ ریل گاڑیاں سمجھی جاتی ہیں لیکن پھر بھی ہماری ریل گاڑیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ مثال کے طور پر ہم اپنے وطن کی گاڑیوں میں اکثر دروازے سے لگے ہوئے ڈنڈے سے لٹک کر سفر کرتے ہیں تو بڑا لطف آتا ہے۔ یہ سہولت جاپانی ریل گاڑی میں بالکل نہیں ہے۔ جاپانی ٹرینوں کے مسافر بڑے بداخلاق ہوتے ہیں۔ کسی سے کوئی بات نہیں کرتا۔ بھلا یہ سفر کرنے کا کوئی طریقہ ہوا! ہم جاپانی ٹرینوں میں پچھلے ایک مہینے سے سفر کر رہے ہیں۔ کسی مسافر نے پلٹ کر یہ نہیں پوچھا، میاں کہاں رہتے ہو، کہاں جا رہے ہو؟ آپ کے شہر میں پیاز کا کیا بھاؤ ہے وغیرہ وغیرہ۔ جاپانی لوگ ٹرین میں سفر کرتے وقت 'مون برت' رکھ لیتے ہیں۔ پلیٹ فارم پر کھڑے کھڑے کتابیں پڑھتے رہتے ہیں۔ ٹرین آتی ہے تو کتاب میں اُنگلی رکھ کر ٹرین میں گھس جاتے ہیں اور سیٹ پر بیٹھتے ہی پھر کتاب کھول کر پڑھنے میں لگ جاتے ہیں۔ ہمیں اکثر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم کسی لائبریری میں بیٹھے ہیں اور لائبریری کے نیچے پہیّے لگا دیے گئے ہیں۔ انھیں کون سمجھائے کہ میاں ریل گاڑیوں میں لوگ چہرے پڑھتے ہیں، کتابیں نہیں۔ ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرتے ہیں اور حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہیں۔

ہمیں جاپانی ریل گاڑیوں سے یہ شکایت بھی ہے کہ یہ بہت ٹھیک وقت پر چلتی ہیں۔ انتظار میں جو لذّت ہوتی ہے اس کا مزہ جاپانیوں کو کیا معلوم۔ آپ یقین کریں کہ ہمیں ٹوکیو میں کسی بھی اسٹیشن پر ٹرین کے لیے دو منٹ سے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ ایک ٹرین جاتی ہے تو دوسری اس کے پیچھے آ جاتی ہے۔ اور پھر ان کی رفتار بھی ایسی تیز کہ آدمی کا کلیجا منہ کو آ جائے۔ پتا نہیں انھیں کہاں جانے کی جلدی ہوتی ہے۔ ہماری ریل گاڑیاں اسٹیشن میں داخل ہونے سے پہلے بیرونی سِگنل کے پاس ضرور رکتی ہیں۔ سیٹیاں بجاتی ہیں۔ مسافر کھڑکیوں میں سے جھانک جھانک کر سگنل کو دیکھتے ہیں۔ کتنا مزہ آتا ہے۔

ہم نے جاپان کی بلٹ ٹرین کی شہرت بہت سنی تھی۔ اس میں بھی سفر کر کے دیکھ لیا۔ بالکل واہیات گاڑی ہے۔ ہمیں بلٹ

ٹرین میں بیٹھ کر کیوٹو جانا تھا۔ فاصلہ پوچھا تو معلوم ہوا کہ تقریباً پانچ سو کلومیٹر سے کچھ اوپر ہے۔ ہم نے پوچھا، ''اتنا لمبا سفر ہے، بستر بند بھی ساتھ رکھ لیں؟'' سنجی تاجما (یونیسکو کے عہدیدار) نے ہنس کر کہا، ''اس میں سونے کی جگہ ہی کہاں ہوتی ہے کہ آپ اپنا بستر لگا سکیں۔'' ہمیں بتایا گیا کہ کیوٹو جانے کے لیے ٹوکیو سینٹرل اسٹیشن سے بلٹ ٹرین ٹھیک آٹھ بج کر اِکتالیس منٹ پر نکلے گی۔ ہم ٹوکیو سینٹرل اسٹیشن پہنچے تو ساڑھے آٹھ بج چکے تھے اور بلٹ ٹرین کا دور دور تک کوئی پتا نہ تھا۔ ہم نے تاجما کو چھیڑنے کے انداز میں کہا، ''حضرت وہ جو بلٹ ٹرین ۸ بج کر ۴۱ منٹ پر چلنے والی تھی، وہ کہاں ہے؟'' تاجما نے کہا بس آتی ہی ہوگی۔ ٹھیک آٹھ بج کر پینتیس منٹ پر بلٹ ٹرین پلیٹ فارم پر نمودار ہوئی۔ اس کا انجن طیارے کی شکل کا ہوتا ہے۔ ہم ٹرین میں داخل ہوئے تو یوں لگا جیسے ہم طیارے میں پہنچ گئے ہیں۔ یہ ٹرین ٹوکیو سے ہکاتا تک ایک ہزار ستّر کلومیٹر کا فاصلہ تقریباً چھے گھنٹوں میں طے کرتی ہے۔ یہ دنیا کی سب سے تیز رفتار ٹرین سمجھی جاتی ہے کیونکہ یہ ایک گھنٹے میں ۲۱۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتی ہے۔

ہم ٹرین میں بیٹھے اپنی گھڑی کو دیکھ رہے تھے کہ ٹھیک آٹھ بج کر اکتالیس منٹ پر ٹرین گولی کی طرح اسٹیشن سے نکلی۔ تب ہمیں یقین آیا کہ اس ٹرین کو بلٹ ٹرین کیوں کہتے ہیں۔ تقریباً تین گھنٹوں بعد جب ہم کیوٹو پہنچے اور گھڑی دیکھی تو پتا چلا کہ گاڑی کے پہنچنے کے وقت میں آدھے منٹ کا بھی فرق نہیں ہے۔ بلٹ ٹرین سے اترنے کے بعد ہمارے دوست سنجی تاجما نے پوچھا، ''آپ کا سفر کیسا رہا؟'' ہم نے کہا، ''مسٹر تاجما! آپ ہندوستان کی ٹرینوں میں سفر کر چکے ہیں۔ ہماری ٹرینوں میں جو سہولتیں ہوتی ہیں وہ آپ کے ہاں کہاں۔ وہ سفر ہی کیا جس میں آدمی کو دھکا نہ لگے۔ ہم نے تین گھنٹے آپ کی ٹرین میں سفر کیا، کسی نے ہمارے سر پر صندوق نہیں رکھا۔ کسی کا ہولڈال ہمارے پاؤں پر نہیں گرا۔ بھلا یہ بھی کوئی ٹرین کا سفر ہے۔''

لٰہذا صاحبو! کبھی جاپان جاؤ تو بلٹ ٹرین میں بالکل نہ بیٹھو۔ بڑی واہیات ٹرین ہے۔ بلٹ ٹرین میں بیٹھنے سے بہتر یہی ہے کہ آدمی ہوائی جہاز میں بیٹھ جائے۔

معنی و اشارات

مون برت	–	چپ کا روزہ، خاموشی	Silence
کلیجا منہ کو آنا	–	بہت خوف آنا	Feel frightened
شہرت	–	مشہور ہونا	Fame
ہولڈال	–	بستر بند	Holdall
واہیات	–	بیکار، فالتو، بے ہودہ	Nonsense, fiddle-faddle

مشق

- جاپان کی ریل گاڑیوں کی خصوصیات بیان کرنے والے چار الفاظ لکھیے۔

- نئے الفاظ بنائیے۔

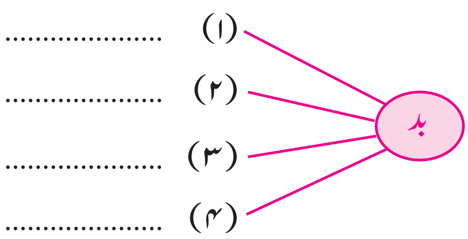

- ''جاپانی ٹرینوں کے مسافر بڑے بد اخلاق ہوتے ہیں۔'' اس جملے سے آپ کو اتفاق / اختلاف ہے۔ اپنی رائے لکھیے۔
- ''کبھی جاپان جاؤ تو بلٹ ٹرین میں بالکل نہ بیٹھو۔'' چار وجوہات لکھیے۔

❂ سبق کی مدد سے رواں خاکہ مکمل کیجیے۔

بلٹ ٹرین کے ذریعے ٹوکیو سے ہکاتا تک — فاصلہ ( ) — وقت ( ) — رفتار ( ) — ٹوکیو پہنچنے کا وقت ( )

❂ 'جاپان کی ریل گاڑی' اور 'ہماری ریل گاڑی' میں خصوصیات کی درجہ بندی کیجیے۔

۱۔ دنیا کی ترقی یافتہ ریل گاڑیاں۔
۲۔ ریل گاڑی وقت پر چلتی ہے۔
۳۔ دھکّا کھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔
۴۔ اسٹیشن میں داخل ہونے سے پہلے سگنل پر رُکتی ہے۔
۵۔ مسافر کھڑکیوں سے جھانک جھانک کر سگنل کو دیکھتے ہیں۔
۶۔ سیٹ پر بیٹھتے ہی کتاب پڑھنے میں لگ جاتے ہیں۔
۷۔ ٹرین میں سفر کرتے وقت مون برت رکھ لیتے ہیں۔
۸۔ ایک دوسرے کی خیریت اور حالات دریافت کرتے رہتے ہیں۔

جاپان کی ریل گاڑی	ہماری ریل گاڑی

❂ سبق میں آئے انگریزی الفاظ کے اُردو مترادف لکھیے۔

ٹرین .... بلٹ ....
لائبریری .... سینٹرل ....

❂ جملوں میں استعمال کیجیے۔

۱۔ مون برت
۲۔ کلیجا منہ کو آنا

79CHVG

قواعد

مذکّر - مؤنّث

ان لفظوں کو توجہ سے پڑھیے۔

مور، گھوڑا، بندر، بیٹا، باپ، آدمی

ان کے بارے میں جب ہم کچھ کہیں گے تو ایسے جملے بنیں گے۔

مور ناچ رہا ہے۔ گھوڑا تیز دوڑتا ہے۔
بندر بھاگ نکلا۔ بادشاہ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔
باپ بہت خوش تھا۔ آدمی آدمی کے کام آتا ہے۔

ان جملوں کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ دیے ہوئے الفاظ 'نر' ہیں۔ ایسے لفظوں کو **'مذکّر'** کہتے ہیں۔

اب ان لفظوں کو پڑھیے۔

بیوی، گھوڑی، گائے، چڑیا، شیرنی

ان لفظوں سے بننے والے جملے:

بیوی رونے لگی۔ گھوڑی آگے آگے چلتی رہی۔
گائے دودھ دیتی ہے۔ چڑیا اُڑ گئی۔ شیرنی غرائی۔

ان جملوں کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ دیے ہوئے الفاظ 'مادہ' ہیں۔ ایسے لفظوں کو **'مؤنث'** کہتے ہیں۔

بے جان چیزوں میں بھی مذکر اور مؤنث کا فرق پایا جاتا ہے مثلاً بے جان مذکر : گاؤں، گھر، گیہوں، بادل، آسمان، پانی محل وغیرہ۔

بے جان مؤنث: عمارت، جالی، گیلری، گونج، دیوار، دنیا وغیرہ۔

بے جان مذکر کو مؤنث میں بدلا نہیں جاتا جیسے گھر مذکر ہے، اس کا کوئی مؤنث نہیں۔ اسی طرح کچھ چیزیں مؤنث استعمال کی جاتی ہیں۔ ان کے لیے مذکر نہیں ہوتا جیسے عمارت مؤنث ہے۔ اس کا مذکر نہیں۔

کچھ اسم ایسے ہوتے ہیں جو مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً کوا، لومڑی، انسان۔

❂ ذیل کے لفظوں کو مذکر اور مؤنث میں الگ کیجیے۔

کرسی، چاکلیٹ، جوتا، ندی، گھڑی، لحاف، کتاب، گدا